

جنت

مولا انا ذوالفریقین فادری

محمد قاسم مزارکوی

ناشر

مکتبہ غوثیہ مولانا

پیشانی مسیحی تشریف دہا انکسٹر فکچر ہاؤس
فون نمبر 4926110، 4910584

تقریظ لطیف

مفتی اہلسنت حضرت علامہ مولانا عطاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہ العالیہ

الحمد لولہ و الصلوٰۃ والسلام علی نبیہ و علی آلہ و صحبہ

اجنا بھی انسانوں کی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جس کا وجود قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ایسا ہی واضح روشن ہے جس طرح آفتاب و مہتاب کا وجود ہے حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے روئے زمین انہیں جنوں سے آباد فرمائی پھر جب جنوں نے روئے زمین پر فتنہ و فساد اور خوریزیوں کا بازار گرم کر رکھا تو فرشتوں کے ذریعے جنوں جزیروں اور کھنڈرات میں دھکیل دیا گیا اسی بنا پر فرشتوں نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا کہ اے اللہ کیا تو زمین میں ایسوں کو بسائے گا جو فساد و خوریزیوں کریں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلے زمین کو جنوں سے آباد فرمایا پھر انہیں ان کی نافرمانیوں کے باعث سزا دی اس میں انسانوں کیلئے بہت بڑا سبق ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انسانوں کو ان کی نافرمانیوں پر مختلف قسم کی سزاؤں میں مبتلا فرمایا یہ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ساری کائنات کیلئے رحمت ہی رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو امتلائے عذاب بند ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کماحقہ اتباع و پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اعزیٰ مولوی ذوالقرنین صاحب نے جنوں کے متعلق مختلف پہلوؤں پر اپنے اس رسالہ میں مختلف اور جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ مقبول خاص و عام فرمائے اور جواں خیز مصنف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مزید زور قلم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

احقر العباد، عطاء المصطفیٰ اعظمی

۲ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ یکم دسمبر ۲۰۰۳ء

عرض مؤلف

الحمد لله الذى خلق الانسان من صلصال كالفخار و خلق الجان من مارج من النار
و الصلوة والسلام على رسوله الكريم الذى ارسله الى الخلق كافة

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا مثلاً انسان، ملائکہ، جنات اور جانور وغیرہا اور ان سب میں افضل و اعلیٰ مخلوق انسان کو بنایا کہ اپنا پیارا محبوب انسانوں میں سے مبعوث فرمایا یہی وجہ ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب ملا۔ دُنیا میں جتنے انسان ہیں سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ان کی رہبری و رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام بھیجے اور سب کے آخر میں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمیع مخلوق کیلئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ **أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَأَقَّةٍ** (مشکوٰۃ شریف) یعنی میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک اور فرمانِ عالیشان سے ثابت ہے کہ ساری کائنات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی مانتی ہے جن و انس میں سے کفار کے سوا۔ پتا چلا کہ جس طرح انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں سوائے بعض کے، اسی طرح جنات بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں سوائے بعض کے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک پوری سورت نازل فرمائی ہے جو کہ سورہ جنکے نام سے موسوم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ایک گروہ کا ذکر کیا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا اور ایمان لانے کے بعد وہ مبلغ اسلام بن کر جنوں میں تبلیغ کرنے لگا۔

اس زمانے کے مغربی آفت کے مارے ہوئے علی گڑھی اور نیچری عقیدے میں ڈوبے ہوئے اور جدید سائنسی ٹیکنالوجی کی باتیں کرنے والے کچھ جاہل لوگوں نے جنات کے وجود کا انکار کیا یا ان کو بدی کی قوت کا نام دیا، حالانکہ قرآن و حدیث سے ان کا وجود ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنات کے وجود کا اقرار بھی ضروریات دین میں شمار کیا گیا ہے اور ان کے وجود کا انکار کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ، ہدایہ طریقہ سیدی حکیم مفتی ابو العلماء محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی نے بھی بہار شریعت میں بیان فرمایا کہ ان کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، ص ۲۶)

بحر حال کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص جنات کے وجود کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ایسی مخلوق ہے کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی جنات کے وجود کے منکر نہیں۔ آپ نہیں دیکھتے کہ آئے دن انگریز لوگ جنات کے اوپر بڑی بڑی فلمیں بناتے ہیں اگرچہ یہ درست نہیں مگر ان کو بھی اتنا یقین ہے کہ ایک ایسی مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی مگر اس کا وجود ہے اور اس سے بہت سارے کام سرزد ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حقیقت کو وہ فلموں میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کئی مرتبہ ان سے عجیب و غریب فعل سرزد ہوتے ہوئے بھی دیکھے گئے ہیں۔ مثلاً خود بخود دروازہ بند ہو گیا، الماری ہوا میں اڑنے لگے، کسی کی آواز دیوار سے آنے لگی اور اسی طرح مختلف حرکتیں ہوتی ہیں..... یہ سب کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ ضرور ایک ایسی مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی مگر اس کا وجود برحق ہے۔

اس مخلوق کے بارے میں ذہن میں مختلف سوالات آتے ہیں جس طرح کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو کیا جنات بھی کسی کی اولاد ہیں؟ یہ کب پیدا ہوئے؟ اور ان میں مسلمان، کافر ہیں یا نہیں؟ یہ کھاتے پیتے ہیں یا نہیں؟ نکاح وغیرہ ان میں ہوتا ہے یا نہیں؟ اور مرتے وغیرہ ہیں یا نہیں؟ آخرت میں ان کیلئے ثواب و عذاب ہے یا نہیں؟ جنت میں جائیں گے یا نہیں؟ اور کہاں یہ رہتے ہیں؟..... یہ چند سوالات ہیں جو ذہن میں آتے ہیں اور عام لوگوں کو اس بارے میں معلومات بھی نہیں۔ چنانچہ درس نظامی کی ایک طالبہ نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے جنات پر کچھ نوٹس لکھ کر دیں تو میں نے سوچا کیوں نہ ایک مستقل رسالہ لکھ دیا جائے جس سے سب کو فائدہ ہو اور اس مخلوق کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہو، بس اسی وجہ سے یہ کام شروع کیا اور اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہم سب مسلمانوں کے علم میں زیادتی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احقر محمد ذوالقرنین اعظم القادری

لفظ جن کی تحقیق

سب سے پہلے آپ اس لفظ کے معنی سمجھیں۔ یہ عربی لفظ ہے اور اس کا ماوہ جیم۔ نون ہے کسی بھی زبان کے جاننے والے اس زبان کے الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی تخریج کرتے ہیں مثلاً ماہ رمضان میں روزہ رکھا جاتا ہے اور اردو زبان میں روزہ کے لغوی معنی ہیں رُکنا، کیونکہ روزہ میں انسان بہت سارے جائز کام یعنی کھانے، پینے وغیرہ سے رُک جاتا ہے اس لئے اس کو لغت میں روزہ کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں بندے کا صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ چنانچہ اس مثال سے آپ لغوی اور اصطلاحی کا مطلب سمجھ گئے۔ اب لفظ جن کا لغوی اور اصطلاحی معنی آسان الفاظ میں لکھا جاتا ہے۔ جن کا لغوی معنی ہے، پردہ، تاریکی، جھپٹنا یا چھپی ہوئی چیز۔ کیونکہ جنات ہم سے پردے میں ہیں ہمیں نظر نہیں آتے اسلئے ان کو جن کہا جاتا ہے اور جس طرح رات کی تاریکی میں ہمیں چیزیں نظر نہیں آتیں تو اسی طرح ہمیں جنات بھی نظر نہیں آتے تو اس وجہ سے ان کو بھی جن کہتے ہیں اور چونکہ یہ مخلوق ہم سے چھپی ہوئی ہے اس لئے بھی اس کو جن کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں جن اس مخلوق کو کہتے ہیں جو آگ سے پیدا کی گئی ہے اور ہر شکل اختیار کر سکتی ہے۔

عربی زبان میں جس لفظ میں جیم، نون جمع ہوتے ہیں اس میں پوشیدگی کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں۔ دل چونکہ مخفی رازوں کا خزانہ ہے اور دل کی بات لوگوں سے پوشیدہ ہے اس لئے عربی زبان میں اسے جنات کہتے ہیں۔ یونہی دیا گئی چونکہ عقل کو پوشیدہ کر دیتی ہے اس لئے عربی زبان میں دیوانے کو جنون کہتے ہیں۔

ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے چونکہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے اور قبر میں جو مردہ ہوتا ہے وہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے قبر میں مردے اور پیٹ میں جو حمل ہوا اس کو جنین کہا جاتا ہے اور باغ اپنے درختوں اور اس کے پتوں سے زمین کو ڈھانپ لیتا ہے اس لئے عربی زبان میں اسے جنت کہتے ہیں اور چونکہ بھٹکی کا باغ جو قیامت کے دن مسلمانوں کو ملے گا تو وہ بھی ہم سے پوشیدہ ہے اس لئے اس کو جنت کہتے ہیں۔

دیکھ لیجئے! ان سب لفظوں میں جیم، نون موجود ہے گویا عربی کے جس لفظ میں جیم اور نون جمع ہوں گے اس میں پوشیدگی اور نظر نہ آنے والی حقیقت موجود ہوگی۔ لفظ جن بھی اسی قبیل سے ہے کہ یہ مخلوق چونکہ نظر نہیں آتی اس لئے اسے جن کہا جاتا ہے اور قرآن پاک سے اس مخلوق کا وجود ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو بغیر دھوکے کے خالص آگ سے پیدا فرمایا ہے اور آگ میں چونکہ لطافت ہوتی ہے اس لئے جن اپنے لطیف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت بہت وسیع ہے اس نے جہاں پانی اور مٹی سے مخلوق بنائی ہے وہاں اس نے اجسام غیر محسوسہ اور نظر نہ آنے والے عناصر سے بھی مخلوق پیدا فرمائی ہے اور چونکہ اجسام لطیفہ میں بہ نسبت اجسام کثیفہ کے طاقت و استحکام زیادہ ہوتی ہے اس لئے ایسی مخلوق قوی اور دیر پا بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ ہوا، بجلی وغیرہ کو دیکھئے اس میں طاقت بھی بہت زیادہ ہے اور سرعت سیر بھی زیادہ۔ اور بجلی اپنی لطافت کی وجہ سے آنا فانا دور پہنچ جاتی ہے کہ پاور ہاؤس سے جیسے ہی بجلی آن (On) کی جاتی ہے اسی وقت ہمارے گھروں میں بجلی آ جاتی ہے۔ موبائل فون، وائرلیس، ٹیلیفون، ریڈیو اور دیگر آلات اسی لطافت کے باعث ہماری آوازوں کو بھی دور تک پہنچا دیتے ہیں۔ جن چونکہ آگ سے بنائے گئے ہیں اس لئے ان میں بہ نسبت خاک کی مخلوق کے قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور عمریں بھی طویل۔ الغرض جن ایک مخلوق ہے اور ان کا نظرنہ آنا ان کی لطافت کی وجہ سے ہے۔

جنات کی پیدائش

جنتی روایتیں میری نظر سے گزریں، ان سب کو ملا کر اپنے علم کے مطابق اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے 60 ہزار سال قبل (ایک روایت میں 2 ہزار اور ایک روایت میں 44 ہزار سال قبل بھی آیا ہے) جنات کو آگ سے پیدا فرمایا، قرآن کریم میں ہے کہ

وخلق الجنان من نار (سورۃ الرحمن)

اور اللہ تعالیٰ نے خالص بے دھوئیں والے شعلے سے جنات کو پیدا کیا۔

مسلم شریف کی حدیث ہے، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنات خالص بے دھوئیں والے شعلے سے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ جنوں کی اصل آگ ہے جیسے انسان کی اصل مٹی ہے قرآن کریم میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ عزوجل سے کہا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنات ناری مخلوق ہے۔ اس بات میں اگر شیطان جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹ بیان فرماتا کیونکہ جھوٹ کی تکذیب ضروری ہے ان نصوص قطعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنوں کی اصل نار ہے اور یہ ناری مخلوق ہیں۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ آگ میں اتنی خشکی ہے کہ اس میں زندگی کا وجود ناممکن ہے کیونکہ حیات کیلئے رطوبت کا ہونا ضروری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آگ میں اس قدر رطوبت پیدا کر دے کہ جو حیات کیلئے کافی ہو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ سانس کے بغیر بھی حیات کا وجود ممکن ہے اور انہوں نے کہا دو زخمی آگ میں سانس نہیں لیں گے۔ (تفسیر البخاری شرح بخاری، ج 5، ص 102)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ابوالبشر ہے اسی طریقے سے سب جنات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو پیدا کیا جس کو ابولجان کہتے ہیں۔

تفسیر جلالین میں ہے کہ **هو ابو الجن كان بين الملائكة** یعنی ابلیس ابوالجن ہے جو کہ ملائکہ کے درمیان تھا۔
نزہۃ المجالس میں ہے، قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، ابلیس ابوالجن ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں۔

ابلیس کی بیوی اور اولاد

اس میں مختلف قول ہیں۔ نزہۃ المجالس کے حوالے سے حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کی بیوی کو پیدا کرنا چاہا تو اس پر غضب مسلط کر دیا جس سے ایک شعلہ بلند ہوا اور اسی سے اس کی عورت (بیوی) کو پیدا کیا۔

معلوم ہوا کہ اس طرح سب سے پہلے ابلیس اور اس کی بیوی کو پیدا کیا گیا اور پھر ان دونوں سے ان کے بچے پیدا ہوتے رہے اس طرح جنات کی ابتداء ہوئی۔

دوسرا قول اس طرح ہے کہ ابلیس کی ایک ران میں نر کا عضو ہے اور دوسری میں مادہ کا۔ خود اپنے سے صحبت کرتا ہے اور خود ہی حاملہ ہو کر انڈے دیتا ہے جس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ شرح خرپوتی میں ہے کہ **قيل ان الشيطان يبيض ويخرج منها الولد** یعنی کہا گیا کہ بے شک شیطان انڈے دیتا ہے اور اس سے بچے نکلتے ہیں۔

وفى الخبر ان فى احد فخذيه فرجا وفى الآخر ذكراً فيجا مع مع نفسه فيخرج منه الولد اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی ایک ران میں فرج (یعنی مادہ کا عضو) اور دوسری میں ذکر (یعنی نر کا عضو) ہے پس یہ خود اپنے سے جماع کرتا ہے پھر اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح امام مجاہد بھی فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ابلیس کی واہنی ران میں نر کا عضو اور بائیں ران میں مادہ کا عضو پیدا کیا ہے وہ خود ہی اپنے سے صحبت کرتا ہے جس سے روزانہ دس انڈے پیدا ہوتے ہیں ہر انڈے سے ستر نر اور مادہ شیاطین پیدا ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ فیسیہ ص ۱۵۹)

جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو سب جنات سے پہلے پیدا کیا اور اس کی اولاد کثیر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اولاد فرشتوں کو آسمان میں اور جنات کو زمین میں بسایا تھا اور یہ جنات سات ہزار سال تک زمین میں آباد رہے (ایک روایت میں دو ہزار سال آیا ہے) پھر ان کا آپس میں بغض و حسد شروع ہوا۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں خوب جنگ و خون ریزی کی۔

قرآن کریم میں ہے

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے عرض کیا تھا،

قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء

بولے کیا ایسے کوئٹا سب (خلیفہ) کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرشتوں نے ایسا کیوں کہا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے جنات کو خونریزیاں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جنات پر قیاس کرتے ہوئے ایسا کہا تھا۔

ابلیس

اس وقت تک ابلیس کا نام عزرائیل تھا۔ بہت مقبول بارگاہِ الہی تھا اور تمام ملائکہ میں بڑا عالم اور عابد تھا۔ اس کو حکم ہوا کہ اپنے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت لے جا اور جنات کو زمین سے نکال کر ان کو جزیروں اور پہاڑوں میں آباد کر دے۔ چنانچہ ابلیس نے ایسا ہی کیا۔

تفسیر جلالین میں ہے، **فلما افسدوا ارسل اللہ الیہم العلائكة خطر دوہم الی الجزائر والجبال** یعنی جب جنات نے فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ملائکہ کو بھیجا انہوں نے ان کو جزیروں اور پہاڑوں کی طرف بانٹ دیا جو فرشتے ابلیس کے ساتھ آئے تھے وہ اس زمین پر آباد کر دیئے گئے لہذا اب فرشتوں کے دو حصے ہو گئے ایک زمین والے ایک آسمان والے۔ حق تعالیٰ نے اس خدمت کے انجام میں ابلیس کو زمین اور پہلے آسمان کی بادشاہت اور جنت کے خزانے عطا فرمائے لہذا یہ کبھی زمین میں عبادت کرتا، کبھی آسمان میں تو کبھی جنت میں۔ اس کے عروج و ترقی نے اس کے دل میں فخر پیدا کیا اور وہ سوچنے لگا کہ میں تمام ملائکہ سے افضل ہوں۔ (تفسیر زمخشری، ج ۱، ص ۲۳۰)

ابلیس کا خود پر لعنت بھیجنا

منقول ہے کہ ابلیس نے دروازہ جنت پر مکتوب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا بندہ جو بظاہر قرب کی دولت سے سرفراز ہے اسے ایک حکم دیا جاتا ہے مگر وہ نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے! شیطان نے جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ الہی! مجھے اجازت ہو تو میں اس پر لعنت بھیجوں۔ چنانچہ ایک ہزار سال تک وہ اپنے آپ پر از خود لعنتیں بھیجتا رہا جبکہ پہلے آسمان پر اس کا نام عابد تھا، دوسرے پر راکع، تیسرے پر ساجد، چوتھے پر خاشع، پانچویں پر امین، چھٹے پر مجتہد، ساتویں پر زاہد بعدہ اس کا نام ابلیس پڑ گیا کیونکہ وہ رحمتِ ایزدی سے مایوس ہو چکا تھا۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۱۶۲)

حضرت آدم علیہ السلام کو تین سجدے

جب پہلی بار فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو شیطان نے اس کا انکار کیا یہ سجدہ تھوڑی دیر تک رہا پھر فرشتوں نے سراٹھا کر دیکھا کہ شیطان آدم علیہ السلام کی طرف پیٹھے پھیرے کھڑا ہے تب انہوں نے دوسرا سجدہ اس سجدے کی توفیق کے شکریے میں ادا کیا یہ سجدہ رب کیلئے تھا اور سجدہ شکر تھا پھر جب سراٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ شیطان جو پہلے بہت خوبصورت تھا لیکن اب اس کی شکل مسخ ہو کر جسم خنزیر کا سا اور چہرہ بندر کا سا ہو گیا۔

نوٹ..... یہ ہو سکتا ہے کہ اس واقعے کے بعد اب جنات کی اصل صورت ایسی ہی ہو کہ جسم خنزیر کا سا اور چہرہ بندر کا سا ہو لیکن جو چاہیں صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

تب انہوں نے ہیبت الہی سے ایک اور سجدہ کیا۔ یہ تینوں سجدے آدم علیہ السلام کی طرف تھے مگر تین قسم کے اور ان کی مدتیں علیحدہ علیحدہ تھیں۔

تعظیم نبی

خیال رہے کہ اس عالم کی ابتداء بھی تعظیم نبی سے ہوئی کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرایا اور اس عالم آخرت کی ابتداء بھی تعظیم نبی سے ہوگی کہ محشر میں اولاً تلاش شفع کیلئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضری ہوگی پھر کوئی اور کام۔ عبادات میں سب سے بڑی عبادت تعظیم نبی ہے۔

تمام فرشتوں نے سجدہ کر لیا لیکن ابلیس اپنی عبادات اور شیطانی توحید کے نشے میں مست رہ کر اس سجدے کا انکاری ہو گیا۔

ابلیس و شیطان کی وجہ تسمیہ

خیال رہے کہ مردود ہونے سے پہلے اس کا نام عزرا زیل تھا مگر پھر اس کا نام ابلیس و شیطان وضع ہو گیا۔ لفظ ابلیس بلس سے بنا ہے جس کے معنی نا اُمید یا مکار کے ہیں۔ چونکہ شیطان بھی رحمت الہی سے نا اُمید ہو چکا ہے اور اس نے مکر و فریب کو اپنا پیشہ بنالیا اسلئے اسے ابلیس کہا جانے لگا جبکہ لفظ شیطان شطن سے بنا ہے، شطن کے معنی ہیں دُور ہونا چونکہ یہ رحمت الہی سے دور ہے اسلئے اس کو شیطان کہا جاتا ہے اب ہر مکار فریبی کو شیطان یا ابلیس کہا جانے لگا۔ (تفسیر نعیمی، ج ۱، ص ۲۴۴)

جنات کی قسمیں

حدیث شریف میں ہے کہ جنوں کی ایک قسم سانپ ہیں، دوسری قسم کالے کتے ہیں اور تیسری قسم ہوا میں اڑنے والی ہے۔ وہ سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بکریوں، گھوڑوں، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔

تفسیر جلالین کے حاشیے میں لکھا ہے کہ **انہم اصناف ثلاثہ صنف لہم اجنحة يطیرون بہا و صنف علی صورة الحیاء والکلاب و صنف یحلون یظعنون** (حاشیہ تفسیر جلالین، ص ۴۱۹) یعنی جنات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہیں جن کے پر ہیں جن کے ڈیرے وہ اڑتے ہیں اور ایک قسم وہ ہیں جو کہ سانپوں اور کتوں کی شکل میں ہیں اور ایک قسم وہ ہیں جو طول کرتے ہیں اور کوچ کرتے ہیں۔

اسی طرح سورہ جن کی تفسیر میں جلالین شریف کے حاشیے میں ہے کہ **الجن اجسام ناریہ، ہوائیہ لہا قدرۃ علی التشکلات بالصورة الشریفة والخسیسة و تحکم علیہم الصورة و لہذا اظهر الفرق بینہم و بین الملائکۃ لان الملائکۃ اجسام نورانیۃ لہا قدرۃ علی التشکلات بالصور الغیر الخسیسة ولا تحکم علیہم الصور** (جلالین شریف، ص ۴۷۶) یعنی جنات اجسام ناری ہوائی ہیں ان کو اس بات پر قدرت ہے کہ وہ اچھی اور فحش شکل اختیار کریں اور ان پر صورت کا حکم لگایا جاتا ہے پس اس طرح ملائکہ اور جنات کے درمیان فرق واضح ہوا اس لئے کہ فرشتے اجسام نوری ہیں ان کو بھی شکلیں اختیار کرنے کی قوت ہے لیکن غیر فحش اور ان پر صورت کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

قاضی ابویعلیٰ کہتے ہیں کہ شیطان (جنوں) کو اپنی خلقت کی تغیر (بدلنے) پر قدرت نہیں اور نہ ہی مختلف شکلوں میں منتقل ہونے کی انکو قدرت ہے۔ جائز ہے کہ (یعنی حقیقت میں اس طرح ہوگا) اللہ تعالیٰ نے انکو ایسے کلمات کی تعلیم دی ہو جسکے پڑھنے سے وہ دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہوں بذات خود دوسری شکل اختیار کرنا ان کیلئے محال ہے۔ (تفسیر البخاری شرح بخاری، ج ۵، ص ۱۰۴)

جنات کو دیکھنا

جنوں کے جسم مرکب ہیں اور ان کی شکلیں مختلف ہیں اور وہ لطیف و کثیف ہوتے ہیں۔ قاضی ابوبکر سے حکایت ہے کہ جس نے جنات کو دیکھا ہے وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رؤیت کا ادراک پیدا کر دیا ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ ان کو دیکھنے کی قوت پیدا نہ کرے وہ نہیں دیکھ سکتا۔

جنات کی چند اور اقسام

جنات کی جو تین قسمیں ہیں پھر ان میں بھی چند اقسام ہیں جن کے مختلف نام ہیں۔ جیسے غول، سعلۃ، غدار، ولہان اور شق۔

غول..... یہ جنات کی ایک قسم ہے اور یہ خبیث جن ہے۔ جب یہ تہا ہو تو وحشی بن جاتا ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا اور جنگلات کا رخ کرتا ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ عموماً رات کو دکھائی دیتا ہے یا مسافروں کو ایسے اوقات میں دکھائی دیتا ہے جبکہ اور کوئی وہاں نہ ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہے اور مسافروں کو راہ سے بھٹکاتا ہے۔

سعلۃ..... یہ غول سے مختلف ہے عموماً جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ جب کوئی انسان ملے تو اس کے سامنے رقص کرتا ہے اور جس طرح ملی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے ایسے وہ انسان سے کھیل کود کرتا ہے۔

غدار..... یہ یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ اسی قسم کے جنات کو دیکھ کر انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔

ولہان..... یہ سمندر کے جزیروں میں پایا جاتا ہے اور ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے کوئی انسان اپنے جانور پر سوار ہے۔ اس کی خوراک وہ انسان ہیں جن کو سمندر کنارے پر پھینکتا ہے۔

شق..... یہ نصف آدمی تک لمبا ہوتا ہے۔ عموماً سفر میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔

بعض جنات سانڈوں کی صورتیں اختیار کرتے ہیں اور بعض کی صورت کنوئیں کی سی ہوتی ہے۔ بعض جن آدمیوں سے محبت کرتے ہیں اور انکو اذیت نہیں پہنچاتے اور بعض جنات نوجوان دو شیرہ عورتوں کو اچانک اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ (تفہیم البخاری شرح البخاری، ج ۵، ص ۴۳)

جنت کا لڑکی اٹھا کر لے جانا

بشیر بن محفوظ کا بیان ہے کہ ایک بار میری لڑکی قاطعہ گھر کی چھت پر سے یکا یک غائب ہو گئی۔ میں نے پریشان ہو کر سرکار بغداد حضور غوث اعظم، پیران پیر و دیگر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، گزرخ جا کر وہاں کے ویرانے میں رات کے وقت ایک نیلے پر اپنے ارد گرد حصار باندھ کر بیٹھ جاؤ، وہاں میرا تھوڑا باندھ لینا اور بسم اللہ کہہ لینا۔ رات کے اندھیرے میں تمہارے ارد گرد جنت کے لشکر گزریں گے، ان کی شکلیں عجیب و غریب ہوں گی انہیں دیکھ کر ڈرنا نہیں۔ سحری (صبح) کے وقت جنت کا سردار تمہارے پاس حاضر ہوگا اور تم سے تمہاری حاجت دریافت کرے گا اس سے کہنا، مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بغداد سے بھیجا ہے، تم میری لڑکی تلاش کرو۔

چنانچہ میں کرخ کے ویرانے میں چلا گیا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ رات کے سنانے میں خوفناک جنت میرے حصار کے باہر گزرتے رہے، جنت کی شکلیں اس قدر بیت ناک تھیں کہ مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھیں سحری کے وقت جنت کا سردار گھوڑے پر سوار آیا، اس کے ارد گرد بھی جنت کا ہجوم تھا۔ حصار کے باہر ہی سے اس نے میری حاجت دریافت کی۔ میں نے بتایا کہ مجھے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے، اتنا سننا تھا کہ وہ ایک دم گھوڑے سے اتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا دوسرے سارے جن بھی دائرے کے باہر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنی لڑکی کی کمشدگی کا واقعہ سنایا۔ اس نے تمام جنت میں اعلان کیا کہ لڑکی کو کون لے گیا ہے؟ چند ہی لمحوں میں جنت نے ایک عینی (یعنی ملک چین کے ایک جن) کو پکڑ کر بطور مجرم حاضر کر دیا۔ جنت کے سردار نے اس سے پوچھا کہ قطب وقت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے شہر سے تم نے لڑکی کیوں اٹھائی؟ وہ کانپتے ہوئے بولا، میں لڑکی کو دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اس جینی جن کی گردن اڑانے کا حکم صادر کیا اور میری بیٹی میرے سپرد کر دی۔

میں نے جنت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، ماشاء اللہ آپ سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے حد چاہنے والے ہیں۔ اس پر وہ بولا، خدا کی قسم! جب حضور غوث پاک (رضی اللہ عنہ) ہماری طرف نظر فرماتے ہیں تو ہم تمام جنت تھر تھر کا پنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قطب وقت کا تعین فرماتا ہے تو تمام جن و انس اس کے تابع کر دیئے جاتے ہیں۔ (ہیچہ الاسرار)

جن کھاتے پیتے ہیں

ان کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام جنات کھاتے پیتے ہیں، بعض کہتے ہیں جنوں کی ایک قسم کھاتی چیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے نہ چیتی ہے۔ بعض کہتے ہیں تمام جنات کھاتے پیتے ہیں اور یہی قول معتبر ہے کہ سارے جنات کھاتے پیتے ہیں۔ لیکن ان کے کھانے پینے کی کیفیت مختلف ہے اس میں ایک قول یہ ہے کہ ان کا کھانا پیٹا صرف سوگھنا ہے وہ کھانا چباتے ہیں اور نگلے نہیں لیکن یہ قول بلا دلیل ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں (اور یہی حق ہے) ابوداؤد کی مرفوع حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان (جن) اس کیساتھ کھانا پیتا رہا حتیٰ کہ اس نے جب اللہ کا نام لیا تو جو کچھ کھایا تھا وہ اُلٹی کر دیا۔ وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنات کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا جن کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں، کیا ان کی اولاد ہوتی ہے اور یہ جیتے مرے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جنوں کی کئی قسمیں ہیں۔ خالص جن تو صرف ہوا ہیں نہ تو وہ کھاتے نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے اور بعض کھاتے پیتے ہیں نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔

انسان کا جن سے نکاح

میرے استاد محترم حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہ العالیہ ایک استثناء کے جواب میں جو کہ جنات سے نکاح کے متعلق ہے تفصیلاً تحریر فرماتے ہیں کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ جنات کا انسان سے اور انسان کا جنات سے نکاح ممکن نہیں۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ ممکن ہے۔

ابن علاء کلبی کہتے ہیں کہ ملکہ بلقیس کے باپ نے جن عورت سے شادی کی تھی، جس کا نام ریحانہ بنت سکین تھا۔ بلقیس اسی کے بطن سے پیدا ہوئیں اور ان کا نام بلثمہ رکھا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بلقیس کے پاؤں کا پچھلا حصہ چو پائیوں کے کھر کی طرح تھے اور ان کی پنڈلیوں میں بال تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے شادی کر لی پھر شیطان کو حکم دیا کہ تم لوگ حمام اور بال صاف کرنے کا پاؤ ڈرتیا کرو۔

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بلقیس کے والدین میں سے کوئی ایک جنات سے تھا۔ ایک مرتبہ یمن کے چند لوگوں نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے جن کے نکاح کے بارے میں سوال کیا اور کہا کہ ہمارے یہاں ایک جن مرد نے ایک لڑکی کیلئے پیغام بھیجا ہے اور کہتا ہے کہ میں نکاح کا خواہشمند ہوں۔ تو امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کے متعلق دین میں کوئی حرج بھی نہیں سمجھتا لیکن اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ تیرا شوہر کون ہے تو وہ کہے کہ میرا شوہر جن ہے، تو اس بات سے اسلام میں فتنہ و فساد کی کثرت ہوگی۔

قاضی القضاة شرف الدین بازی کا فتویٰ

قاضی القضاة علامہ شرف الدین بازی سے پوچھے گئے مسائل میں حضرت جمال الدین اسنوی نے بیان فرمایا کہ جب کوئی انسان جن عورت سے ممکن طور پر نکاح کرنا چاہے، تو کیا یہ جائز ہے یا ممنوع؟

قاضی القضاة نے جواب دیا کہ قرآن کی دو آیتیں کے مفہوم کی وجہ سے انسان کو جن عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

۱..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا** اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں۔

۲..... **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا** اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے۔

پھر قاضی صاحب نے احسان بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کو انسان کی جنس سے پیدا فرمایا جس سے انہیں انسیت ہوتی ہے اور اگر ہم اس کو جائز قرار دے دیں تو اس سے بہت سی مشکلات پیدا ہوں گی۔

جن سے نکاح ہونے کی صورت میں چند مشکلات

ان مشکلات سے ایک مشکل یہ ہے کہ کیا جن گھر میں رہنے پر مجبور کیا جائے گا۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ کیا شوہر (یعنی مرد) کو اختیار ہے کہ وہ اپنی بیوی (یعنی جن عورت) کو انسانی شکل کے علاوہ دوسری شکل اپنانے سے روک سکتا ہے یا نہیں جبکہ اسے شکل بدلنے پر قدرت ہو اس لئے کہ اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ کیا نکاح کی شرطوں میں جن عورت کے ولی کے متعلق اور موافق نکاح سے اس کے بری ہونے کے متعلق جن عورت پر اعتماد کیا جائے گا یا نہیں۔ چوتھی خرابی یہ ہے کہ کیا جنوں کے قاضی سے نکاح قبول کرنا جائز ہے یا نہیں۔ پانچویں مشکل بات یہ ہے کہ جب انسان (مرد) جن (بیوی) کو غیر مانوس صورت میں دیکھے اور وہ عورت دعویٰ کرے میں وہی عورت ہوں (جس سے تو نے نکاح کیا ہے) تو کیا اس پر اعتماد کیا جائے گا اور کیا اس عورت سے صحبت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

اسی طرح کیا انسان شوہر اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا یا نہیں کہ وہ اپنی جن بیوی کی خوراک مثلاً ہڈی وغیرہ کا انتظام کرے جبکہ دوسرا رزق مہیا کرنا ممکن ہو۔

علاء بن یونس سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن سے نکاح کرنا جائز نہیں اس لئے کہ میاں بیوی کا جنس میں اتفاق و اتحاد (ایک جنس ہونا) نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کوئی جنات آئے اور وہ گفتگو کرے اور اس کا جسم ہمیں نظر نہ آئے اور نہ ہم اسے جانیں پچائیں تو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اور اگر اس کا وجود جسم نظر آئے اور ہم اس کا مشاہدہ بھی کریں اور اس کے مومن ہونے کا ہمیں یقین بھی ہو تو اس سے نکاح تردد کے ساتھ جائز ہے۔

جنات کے ذریعے حمل ٹھہر سکتا ہے یا نہیں

فقہاء کرام نے وجوب غسل کے بیان میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر جن کسی عورت کے پاس آدمی کی شکل میں آیا اور عورت سے جماع کیا تو حشفہ غائب ہونے کی صورت میں غسل واجب ہو گیا۔

صاحب درمختار و بحر وغیرہا نے بھی بیان فرمایا ہے کہ جب جن سے جماع وصحبت کا ثبوت ہے تو نطفہ (منی) کا بھی قرار ہوتا ثابت ہوتا ہے لہذا کوئی عورت جس سے جن نے جماع کیا وہ منکوحہ ہے یا غیر منکوحہ اگر منکوحہ ہے تو نسب شوہر ہی سے ثابت ہوتا اور اگر منکوحہ (غیر شادی شدہ) ہے تو اس حمل کا نسب کسی سے ثابت نہ ہوگا بچہ ولد الحرام ہوگا۔ دونوں صورتوں میں جن کا یہ فعل حرام و زنا ہوگا۔

وہابیوں کے سرغنہ ابن عبدالوہاب نجدی کی پیدائش

امام الزنادقہ ابن تیمیہ نامی کتاب میں ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ولد الزنا (حرامی) تھا۔ اس کی وجہ یہ لکھی ہے اس کے والد عبدالوہاب تجارت کی غرض سے کہیں گئے تھے، جب تین سال بعد واپسی ہوئی تو یہ (محمد بن عبدالوہاب) نجدی پیدا ہو چکا تھا جس کی عمر صرف ایک ہفتہ تھی۔ عبدالوہاب نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ میں تو تین سال باہر رہا تمہارے پاس تو آیا ہی نہیں تو یہ بچہ کہاں سے پیدا ہو گیا۔ بیوی نے جواب دیا کہ ان تین سالوں میں تمہاری شکل کا ایک آدمی میرے پاس آکر مجھ سے جماع کرتا مگر اس کی قوت جماع تم سے کم تھی میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کیونکہ میرے شوہر کی قوت جماع تو زیادہ تھی اور تیری کم ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں شیطان ہوں، یہ بچہ شیطان کے نطفے سے قرار پایا اور یہ اسی حمل سے پیدا ہوا۔ (امام الزنادقہ ابن تیمیہ، ص ۳۴۔ برکاتی، مبشر ذکر اچھی)

نوٹ..... اگرچہ ابن عبدالوہاب نجدی کی ماں منکوحہ تھی اور شرعاً نسب شوہر سے ثابت ہوگا مگر اس واقعے میں دونوں طرف سے وضاحت ہے کہ یہ عبدالوہاب کے نطفے سے نہیں بلکہ شیطان کے نطفے سے ہے لہذا اولد الزنا (یعنی حرامی) کہلائے گا۔

شیطان کے نطفے سے حمل ٹھہرنا

امام زہری کی سند سے کتاب نہیۃ المذکرہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ٹھہرواں میں حرور یہ کے قتال میں موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر رہے تھے تو لوگوں نے اطلاع دی کہ وہ بھاگ گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اس کو کون پہچانتا ہے؟ قوم میں سے ایک نے کہا ہم اس کو جانتے ہیں یہ قوم ہے اس کی ماں بھی یہیں ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ماں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس سے پوچھا کہ اس کا باپ کون ہے؟ تو اس کی ماں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتی..... البتہ انتا جانتی ہوں کہ میں زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کی بکریاں مدینہ میں چرائی تھی کہ کسی سایہ دار شکل کی چیز نے مجھ سے صحبت کی تو میں اس سے حاملہ ہو گئی پھر میں نے اسے جنا۔ بتا چلا کہ وہ سایہ دار چیزیں جن ہی ہو سکتی ہے اور جن کے ذریعے حمل بھی ٹھہر سکتا ہے لہذا ابن عبد الوہاب نجدی کی پیدائش بھی جن کے ذریعے ہونا ثابت ہے۔

طرطوشی تحریم الفواحش میں **یہذا کس چیز سے پیدا ہوتا ہے** کے بیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جھڑے جنات کی اولاد ہیں۔ کسی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو حیض کی حالت میں عورت کے پاس آنے (صحبت کرنے) سے منع فرمایا، جب آدمی اس حالت میں اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو شیطان عورت کی طرف آدمی سے پہلے پہنچ جاتا ہے (یعنی صحبت کر لیتا ہے) تو عورت حاملہ ہو جاتی ہے اور اس سے اولاد جھڑا بن جاتی ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان پیشاب نکلنے کے سوراخ پر لیٹ جاتا ہے اور اس شخص کے ساتھ وہ بھی صحبت کرنے میں شریک ہو جاتا ہے۔

امام مسلم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھ لے:-

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا

یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کی مدد سے اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور ہماری اولاد کو بھی شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔

لہذا جو صحبت سے پہلے یہ دعا پڑھ لے گا اور اس وقت ان کے درمیان کوئی اولاد مقدر ہوگی تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (از استفتاء اعظمی دامت برکاتہ العالیہ)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں، غیر جنس سے نکاح درست نہیں۔ انسان کا نکاح صرف انسان ہی سے ہو سکتا ہے۔ جن، پری، دیو، بھوت اور بکری وغیرہ سے نہیں ہو سکتا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے، **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا** یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں اور جن وغیرہ انسان کی ہم جنس نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ مرد کا نکاح مرد یا غلطی مشکل یا جن یا دریائی انسان سے نہیں ہو سکتا کیونکہ جن وغیرہ غیر جنس ہیں۔

درمختار کتاب الزکاح کے حاشیہ ردالمحتار میں ہے، **لا یصح نکاح آدمی جنیۃ لا مکسہ لا اختلاف الجنس فکانوا کبقیۃ الحیوانات** یعنی جن عورت کا نکاح آدمی (انسان) کے ساتھ نہیں ہو سکتا اسی طرح آدمی کا جن عورت سے نکاح صحیح نہیں پس یہ ایسا ہے جیسے باقی حیوانات کی طرح یعنی جس طرح باقی حیوانات بکری وغیرہ کے ساتھ آدمی کا نکاح نہیں ہو سکتا اسی طرح جن سے بھی نہیں ہو سکتا۔

ردالمحتار میں ہے جن سے نکاح ناجائز ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ مختلف شکل اختیار کر کے آتے ہیں لہذا جس جن عورت سے نکاح کیا جائے گا اگر وہ مرد بن جائے تو نکاح کیسے باقی رہے گا۔ بہر حال یہ واضح ہو گیا کہ جن سے انسان کا نکاح نہیں ہو سکتا یہ جو مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنی سے نکاح کیا بھٹن باطل ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا نکاح بلقیس سے ہوا صحیح یہ ہے کہ بلقیس انسان تھی نہ کہ جن اور اگر جن بھی ہو تو شریعت سلیمانی میں شاید غیر جنس سے نکاح حلال ہو جیسے شریعت آدم علیہ السلام میں، لیکن سے نکاح حلال تھا۔ بہر حال اسلام کا یہ حکم ہے کہ غیر جنس سے نکاح حرام ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ، ص ۱۶۳)

بچہ پیدائش کے وقت کیوں روتا ہے ؟

ہم نے ڈاکٹر صاحبان سے سنا ہے کہ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بچہ پیدائش کے وقت روتا ہے مگر آئیے دیکھتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، نبی آدم میں سے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا ہے پس وہ شیطان کے مس کی وجہ سے چیخنے لگتا ہے سوائے مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔

یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور شیطان نے ان کو ٹھوکا مارنا چاہا تو اس کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچا تو اس نے حجاب میں ہی ٹھوکا مارا حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں بچے کو لپیٹا جاتا ہے اسی طرح بی بی مریم رضی اللہ عنہا بھی محفوظ رہیں۔

نوٹ..... ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بوقت ولادت نہیں روئے تھے اور روئیں گے بھی کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے

محبوب ہیں، ان کو شیطان کیسے مس کر سکتا ہے؟ (مدارج النبوة، ج ۲)

شیطان انسان کی ناک پر رات بسر کرتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈال کر سٹکے کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات بسر کرتا ہے یعنی وضو کرتے وقت ناک میں پانی لے کر اس سٹکے تاکہ جھٹا اور غبار وغیرہ سے ناک اچھی طرح صاف ہو جائے اور پڑھنے میں آسانی ہو۔

شیطان لعین ہر سونے والے کی ناک پر رات بسر نہیں کرتا البتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر سو جائے اس کی ناک پر شیطان رات بسر کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے انسان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ (تفسیر البخاری شرح بخاری، ج ۵، ص ۱۰۲)

جنات عبادت میں مکلف ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادُونَ

اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کیلئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جیسے انسانوں پر عبادت لازم قرار دیا گیا ہے اسی طرح جنات پر بھی لازم ہے اور وہ شریعت کے احکام میں ہماری طرح مکلف ہیں یعنی جیسے ہم پر نماز فرض ہے اسی طرح جنات پر بھی فرض ہے۔ چنانچہ مسلمان جنات وغیرہ ادا کرتے ہیں، نیک کام کرتے ہیں، علم دین سیکھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، تبلیغ دین بھی کرتے ہیں۔

علامہ ابن عمامہ فرماتے ہیں کہ اگر چالیس جن مکلف جمع ہوں تو ان پر نماز جمعہ واجب ہے اور جہاں جن و انس اکٹھے ہوں تو جن انسانوں کی صورت میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۲۱)

نوٹ..... خیال رہے کہ ابن عمامہ کے اس قول کو علامہ عبدالرحمن صفوری نے نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے اور علامہ صفوری شافعی ہیں اور امام شافعی کے نزدیک جمعہ واجب ہونے کیلئے چالیس مسلمانوں کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے انہوں نے جنات پر بھی اس حکم کو قیاس کیا تو معلوم ہوا کہ جنات بھی مقلد ہوتے ہیں اور اپنے امام کے طریقے پر چلتے ہیں اور ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جمعہ واجب ہونے کیلئے امام کے علاوہ تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے لہذا اگر امام کے علاوہ تین جنات مکلف ہوں تو ان پر نماز جمعہ واجب۔ واللہ اعلم بالصواب

جنات کا ایمان لانا اور تبلیغ دین کرنا

بخاری شریف میں سورہ جن کی تفسیر میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف طائف سے واپس مکہ مکرمہ کی طرف لوٹے اور کھجوروں کا ایک باغ راستے میں آیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات وہاں قیام فرمایا اور آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کی تو نصیبین کے جنات کا وہاں سے گزر ہوا، کیونکہ جنات آسمان سے مستقبل میں ہونے والے واقعات کی سماعت چوری کیا کرتے تھے جب ان کو آسمان تک جانے سے روک دیا گیا اور ان کو آگ کے شعلے پڑنے لگے تو بلیس نے کہا یہ اس لئے ہے کہ زمین میں کوئی سانحہ ہوا ہے (چنانچہ اب بھی آپ دیکھیں کہ رات میں اچانک کبھی کبھی جیسے آسمان سے ستارے ٹوٹتے ہیں اور پھر یکایک غائب ہو جاتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہی چیز ہے کہ جب جنات آسمان کی طرف فرشتوں سے غیب کی باتیں سننے کی کوشش میں اوپر جاتے ہیں تو فرشتے آگ کے شعلوں سے ان کا چھپکا کرتے ہیں جس سے وہ بھاگ جاتے ہیں اور یہ حقیقتاً ستارے نہیں ہوتے بلکہ آگ کی چنگاریاں ہوتی ہیں جو کہ ہمیں ستارہ محسوس ہوتی ہیں)۔ لہذا شیطان نے جنوں کو زمین کے ہر کنارے کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ صورت حال سے آگاہی حاصل کریں تو اس نے جنوں کا پہلا لشکر جو نصیبین کے رہنے والے تھے اور وہ دوسرے جنوں کے سردار تھے ان کو تہامہ کی طرف بھیجا اور اس طرف آ کر جنوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن سنا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، **وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَوْ إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مِّنْذَرِينَ** (سورہ احقاف) اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن بھیجے کہ کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈرنا پلٹے۔

یہی جنات تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن سنا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے ان کو آپ نے دوسرے جنوں کو تبلیغ کرنے کیلئے بھیجا تھا۔

چنانچہ وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور ان سے کہنے لگے کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دیتی ہے۔ اے ہماری قوم! تم اللہ کے داعی کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں سخت ترین عذاب سے نجات دے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول نہیں کرے گا اور ایمان نہیں لائے گا تو وہ زمین میں کسی کو عا جز نہیں کر سکتا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ کھلی گمراہی میں ہوگا۔ (بخاری شریف مترجم، ج ۲، ص ۹۹۰، تفسیرات احمدیہ، ص ۶۵۹، تفسیر خزائن القرآن)

تفسیر جلالین کے حاشیے میں ہے کہ **وَقَدْ اسْلَمُوا فِي هَذِهِ الْوَاقِعَةِ وَاسْلَمَ مِنْ قَوْمِهِمْ حِينَ رَجَعُوا وَأَنْذَرُوهُمْ** یعنی وہ جنات اس واقعے کے بعد اسلام لے آئے اور جب اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو ڈرایا تو وہ بھی ایمان لے آئے۔ (حاشیہ تفسیر جلالین، ص ۴۱۹)

سورۂ جن

اسی واقعے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۂ جن نازل فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ نے جنات کے متعلق بیان فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سورت کی ابتداء میں ارشاد فرماتا ہے کہ **قُلْ اَوْحٰی اِلٰی اِنَّہٗ اَسْتَمِعُ نَقَرَ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّہْدِیْ اِلَی الرِّشْدِ فَاَمْنًا بِہٖ وَلٰنْ نُّشْرَکَ بِرَبِّنَا اَحَدًا** (سورۂ جن، آیت: ۲) تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔

نوٹ..... جو جنات کی جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئی تھی اس جماعت کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سات جن تھے، بعض روایات میں آیا ہے کہ نو جن تھے۔ ان میں بعض کے نام یہ تھے: نثی، ناشی، مناصین، ماضر اور احب۔ (تفسیر جلالین) بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ جن دین یہودیت پر تھے اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لیا۔

جنوں میں بھی فرقے ہوتے ہیں

قرآن مجید میں سورۂ جن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جس میں جنوں کی طرف سے عرض ہے کہ **وَاِنَّا مِنَّا الْمُضِلُّوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرٰفَیْ قَدَدًا** اور ہم میں سے نیک اور ان کے علاوہ بھی ہیں اور ہم مختلف گروہ ہیں۔ یعنی ہم مسلمان، یہودی وغیرہ ہیں۔ چنانچہ نصیبن کے جن جو کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے یہودی تھے۔ امام احمد نے اپنی کتاب تاریخ و منسوخ میں ذکر کیا کہ جنوں میں سے ایک فرقہ قدریہ، ایک فرقہ مرجہ اور شیعہ وغیرہ ہیں سدی نے بھی اپنے مشائخ سے ذکر کیا کہ جنوں میں مومن، کافر، معتزلی، جہمیہ اور دیگر فرقے پائے جاتے ہیں۔

حاشیہ جلالین میں ہے، **وَقَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ الْجِنَّ فِیْہِمُ الْیَہُودَ وَالنَّصَارَیْ وَالْمَجُوسَ وَعِبَادَةُ الْاَصْنَامِ وَفِیْہِمْ مُّبْتَدِعٌ وَمَنْ یَّقْبُولُ بِالْقَدْرِ وَخَلَقَ الْقُرْآنَ وَتَحُوْذٰلِکَ مِنَ الْمَذٰہِبِ وَالْبِدْعِ** یعنی اور علماء نے بیان فرمایا کہ بے شک جنوں میں یہودی اور نصرانی اور مجوسی اور بتوں کے پوجا کرنے والے ہیں اور ان کے مسلمان میں بدعتی بھی ہیں اور ان میں کوئی قدری (فرقہ) ہے اور کوئی قرآن کو مخلوق کہنے والا اور اسی طرح کی باتیں نہیب اور نئی چیزوں کے بارے میں کہتے ہیں اور تجربے سے ثابت ہے کہ جنوں میں اہلسنت و جماعت، یونہدی، غیر مقلد (الجدیدت) اور شیعہ بھی ہیں۔ (تفہیم البخاری، ج ۵، ص ۱۰۶)

جنوں کی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت
 بعض اکابر میں سے کسی کا بیان ہے کہ میں نے مصر میں ایک آدمی کو چلا سٹے ہوئے پایا (یعنی بظاہر تو کچھ بھی تکلیف یا کسی کا مارنا وغیرہ
 نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اس کے پاؤں چلا رہا تھا) تو میں نے اس کے کان میں کہا تم اللہ تعالیٰ پر افتراء ہاندھتے ہو یا اس نے
 تمہیں اجازت دی ہے (کہ ایسا کرو) پس ایک جن بولا کہ ہم ایماندار ہیں لیکن یہ آدمی حضرات شیخین (حضرت ابو بکر صدیق و
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالی دیتا ہے (اس لئے ہم اس کی چٹائی کر رہے ہیں)۔ (زبدۃ المجالس، ج ۲، ص ۵۷۵)

جنات گھروں میں دھتے ہیں

کسی شخص نے بصرہ میں اپنا گھر فروخت کیا اور روانگی کے وقت کہنے لگا، اے اس گھر میں رہائش کرنے والو! اللہ تمہیں جزائے خیر
 دے ہم برسوں یہاں رہے مگر مسایوں سے کسی قسم کی تکلیف نہ پائی ہمیشہ بھلائی دیکھی۔ غیب سے آواز آئی اللہ تعالیٰ تجھے بھی
 جزائے خیر دے اب ہم بھی یہاں سے کوچ کرتے ہیں کیونکہ تو نے ایسے شخص کے ہاتھوں مکان فروخت کیا ہے
 جو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالیاں دیتا ہے۔ (زبدۃ المجالس، ج ۲، ص ۵۷۶)

شیطان کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنیہ عورت بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ایمان سے سرفراز ہوئی
 پھر چند دن تک نہ جانے کہاں رہی پھر حاضر ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غائب ہونے کا سبب دریافت فرمایا، وہ کہنے لگی
 میں اپنے اہل خانہ کو کوہ کاف پر دیکھنے چلی گئی تھی وہاں میں نے بڑی عجیب بات دیکھی وہ یہ کہ وہاں ایک شخص کہہ رہا تھا کہ
 الہی مجھے ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی محبت میں موت آئے۔ دوسرا کہہ رہا تھا کہ الہی مجھے اس آگ سے پناہ عطا فرما، جو ابو بکر و عمر
 (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے دشمنوں کیلئے بھڑکائی گئی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پہلے شخص حضرت خضر علیہ السلام تھے اور دوسرا ابلیس تھا۔ (زبدۃ المجالس)

جنات نے بیت المقدس تعمیر کیا

علماء فرماتے ہیں کہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی ہے کہ

وَحِشْرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودَهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ (سورہ نمل، آیت: ۱۷)

اور جمع کئے گئے سلیمان کیلئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جنوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی جس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف چودہ آدم تک اٹھایا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے اس کی تکمیل کی اور سفید، زرد اور مزہر پتھروں سے اس کی تعمیر کی اور جس روز بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے اس دن کو عید کا دن مقرر کیا۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آگیا اور آپ کو اپنی وفات کا علم ہوا تو کہا کہ اے اللہ! جنوں پر میری موت کو مخفی رکھ تاکہ انسانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے جبکہ جن لوگوں کو بتاتے تھے کہ وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے محراب میں تشریف لے گئے جب آپ نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور عصا پر تکیہ لگایا تو اسی حال میں کھڑے کھڑے وفات پا گئے اور محراب کے آگے اور پیچھے روشندان تھے جن بدستور اعمال شاذہ (یعنی سخت کام) کرتے رہے، وہ سلیمان علیہ السلام کو کھڑے ہوئے دیکھتے تو انکو یہی گمان ہوتا کہ نماز پڑھنے کھڑے ہیں کسی کو آپ کی وفات کا علم نہ ہوا (اور اسی حالت میں تقریباً ایک سال گزر گیا) حتیٰ کہ گھن نے عصا کھا لیا اور سلیمان علیہ السلام زمین پر گر گئے پھر انہوں نے کمرہ کھولا اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ نے کب وفات پائی تو انہوں نے گھن کو عصا پر رکھا تو اس نے ایک دن اور ایک رات میں کچھ حصہ کھا لیا۔ اس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ آپ ایک سال سے انتقال فرما چکے ہیں۔ (التفہیم البخاری، ج ۵، ص ۲۸۶)

شرح بخاری شریف میں آیت **وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ** یعنی بعض جنوں میں سے وہ جن تھے جو انکے سامنے کام کرتے تھے کی شرح میں علامہ سدی نے کہا ہے کہ شیطان (جنات) آسمان میں چڑھ جایا کرتے تھے اور جو کچھ زمین والوں کے متعلق آسمانوں میں فیصلہ ہوتا وہ فرشتوں سے سن کر کاهنوں کو بتاتے پھر آگے کاهن لوگوں سے ذکر کرتے تھے اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا لیتے۔ لوگ یہ باتیں کتابوں میں لکھتے اور بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ جن غیب جانتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں میں اپنے خادموں کو بھیج کر سب کتابیں جمع کر لیں اور ان کو صندوق میں بند کر کے اپنی کرسی کے نیچے ڈھن کر دیا۔ جنوں میں سے کسی کو کرسی کے قریب جانے کی طاقت نہیں تھی اگر کوئی اس کے پاس چلا بھی جاتا تو جل کر راکھ ہو جاتا۔

جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کے تخت کا واقعہ بہت مشہور ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھے بلقیس کا تخت چاہئے تو ایک جن بولا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ **قَالَ عَطْرِيتُ مِنَ الْجِنِّ اَنَا اَتِيكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ الْقُوٰى اٰمِيْنَ** (سورہ نمل) ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

دیکھا آپ نے جن کی طاقت کہ اتنا بڑا تخت محفل برخواست ہونے سے قبل لاسکتا ہے جبکہ اس آیت میں جن کیلئے عفریت کا لفظ آیا ہے علماء فرماتے ہیں: شیطان، جن سے قوی تر ہے اور سرکش جن شیطانوں سے اقویٰ ہیں اور عفریت دونوں سے اقویٰ ہیں۔ (تفہیم البخاری ج ۵)

شیاطین (جنات) کی طاقت

رب تعالیٰ نے پوری جماعت شیاطین کو یہ قوت و طاقت دی ہے کہ وہ دنیا بھر کے انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ کون کہاں ہے کیا کر رہا ہے اور کیا کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔

خیال رہے کہ کسی میں تصرف کرنے کیلئے تین شرطیں ہیں:-

۱..... وہ سامنے والے سے خبردار ہو۔

۲..... اس کے پاس آسکے۔

۳..... اس میں تصرف کر سکے۔

شیطان کو رب تعالیٰ نے یہ تینوں طاقتیں دی ہیں یہ بھی خیال رہے کہ یہ حالت دائمی نہیں یعنی ابلیس اور اس کی ذریت ہمیشہ ہر آن انسان کو دیکھے یہ مراد نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی بسم اللہ پڑھ کر پاخانے جائے تو شیطان سے پردہ و آڑ ہے ہاں عموماً وہ ہم سب کو دیکھتا ہے یہ بھی خیال رہے کہ شیطان صرف ہماری صورتوں کو ہی نہیں دیکھتا بلکہ ہمارے ہر عضو اور ہر عضو کی حالت کو دیکھتا ہے اور یہ بھی کہ انسان کے کسی عضو پر ایمان کی تجلی کم ہے جہاں اندھیرا ہے وہاں ہی یہ چور کا ہنستا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

شیطان کس طرح دل کو گھیرتا ہے ؟

علامہ قسطلانی نے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، اے اللہ! مجھے انسان کے بدن میں شیطان کی جگہ دکھا دے تو اس نے ایک جسم دکھا جس کا اندرون باہر سے دیکھا جاتا تھا اور شیطان مینڈک کی صورت میں اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دل کے سامنے ہے اس کی سوٹھ پچھر کی سوٹھ کی طرح ہے اور اس کو وہ اس شخص کے دل میں کئے ہوئے اس کو دوسو سے دے رہا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر خیر کرے تب علیحدہ ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ شیطان اپنی سوٹھ ابن آدم کے دل پر رکھتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ کر لیتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر بھول جائے تو اس کے دل کا گھیراؤ کر لیتا ہے۔ (تفسیر البخاری، ج ۵، ص ۹۱)

ابلیس کا قبیلہ و خاندان

ابلیس تمام شیاطین کا سردار ہے اس کا قبیلہ بہت ہے، بعض کا نام قرین ہے جو ہر وقت انسان کیساتھ رہتا ہے، بعض کا نام خفص ہے، بعض کا نام ولہان ہے جو مسجدوں و خانقاہوں میں رہتے ہیں، نمازیاء وضو میں دوسو ڈالنے ہیں، بعض کا نام اعور ہے جو مرد و عورت کے عضو میں جوش ڈالتے ہیں اور زنا کراتے ہیں، بعض شیاطین بازاروں میں اور بعض گندی جگہوں یا پانخانہ وغیرہ میں رہتے ہیں۔ یہ سب ابلیس کا قبیلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان ہے کہ **من حیث لا ترونہم** یعنی وہ شیاطین تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ تم ان کو نہیں دیکھتے اس طرح کہ وہ ایک جگہ رہ کر تم سب کو دیکھتے ہیں یا تمہارے ساتھ پھرتے رہتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے ان کی نظر میں یہ طاقت ہے کہ وہ تم کو دیکھ لیں مگر تمہاری آنکھ میں یہ طاقت نہیں کہ تم انہیں دیکھو بہر حال جو دشمن ہم کو دیکھے مگر وہ ہمیں نظر نہ آئے تو وہ بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

خیال رہے کہ یہاں بھی عمومی حالات کا ذکر ہے کہ جب شیاطین اپنی شکل میں ہوتے ہیں تب ہم کو نظر نہیں آتے مگر جب شکل انسانی میں ہوں تو ہم کو نظر آ جاتے ہیں۔ نیز بعض مقبول ناسان شیاطین کو ان کی (اصل) شکل میں دیکھ لیتے ہیں۔ آج بعض عالمین جنات کو قید کر دیتے ہیں۔ تفسیر صادی میں ہے کہ فرشتے اور جنات دونوں ہی مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں اور انسان کو نظر آ سکتے ہیں مگر فرشتے اچھی شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ رہے جنات و شیاطین وہ کتے، بلی، سانپ وغیرہ کی شکلوں میں بھی آ سکتے ہیں ان پر انسان قابو پا سکتے ہیں مگر فرشتوں پر کوئی قابو نہیں پاسکتا۔ (تفسیر نصی، ج ۸، ص ۳۷۴)

جنت کا انسان پر آنا

قرآن کریم میں اشارۃ النص سے ثابت ہے کہ انسان پر جنت آسکتا ہے جس سے وہ انسان کو دیوانہ و مجنون اور بے حواس کرتا ہے۔ مثلاً کسی آدمی نے یا لقصدا اور بالا ارادہ سیدھی نظر سے دوسرے آدمی کو دیکھا اس نے ساتھ ساتھ بلا ارادہ گوشہ چشم سے دائیں اور بائیں طرف کے لوگ بھی نظر آ گئے تو یہ بلا ارادہ نظر آ جانا اشارۃ النص کہلائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سودخور کی قیامت کے دن حالت کا بیان فرمایا ہے۔ ارشاد و ربانی ہے،

الذین یا کلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۷۵)

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے نہ ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط ہٹا دیا ہو۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے سودخوروں کی مذمت میں نازل فرمائی ہے کہ قیامت کے دن سودخور اپنی قبر سے اٹھ کر حشر کی طرف ایسے گرتے پڑتے جائیں گے جیسے کسی پر شیطان (جن) سوار ہو کر اسے دیوانہ کر دے جس سے وہ یکساں نہ چل سکے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۳، ص ۱۴۴) کیونکہ اس بات کا سو فیصد مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جب کسی کو جن پکڑ لے تو وہ آسیب زدہ اپنی حالت پر برقرار نہیں رہتا بلکہ اس کی حالت عجیب ہوتی ہے اور وہ صحیح کھڑا بھی نہیں ہو سکتا لڑھکتے اور گرنے لگتا ہے۔ چنانچہ اسی چیز کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا کہ سودخور کی حالت ایسی ہوگی جیسے کسی بندے کو آسیب چھوتا ہے تو وہ لڑھکتا ہے اور گرتا ہے صحیح کھڑا ہو نہیں پاتا سودخور کی حالت بھی قیامت کے دن ایسی ہی ہوگی۔ اس سے پتا چلا کہ جنت انسان پر آتے ہیں اور اس کو حواس باختہ کرتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی ایسی مثال بیان نہ فرماتا۔

آپ نے دیکھا کہ اس آیت میں سودخور کی حالت کو بیان کیا گیا کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کی حالت ایسی ہوگی اور ساتھ ساتھ ہمیں یہ بات بھی معلوم ہوگی کہ آسیب کا اثر حق ہے جس سے آدمی کی حالت برقرار نہیں رہتی اس آیت سے معلوم ہوا کہ

☆ خبیث جن (بھوت، پریت) کا وجود برحق ہے اس کا انکار اس آیت کا انکار ہے۔

☆ خبیث جن (بھوت، پریت، آسیب) وغیرہ انسان کو دیوانہ و مجنون کر دیتے ہیں کہ ان کے لپٹنے یا پکڑ لینے سے انسان بدحواس ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

☆ چھوٹے بچوں کو سورج نکلتے ڈوبتے وقت باہر نہ نکالو۔

بخاری شریف کی حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا ہونے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو، کیونکہ اس وقت شیطان کھیل جاتے ہیں۔

اس کی شرح میں ابن جوزی نے کہا کہ اس وقت بچوں پر خوف کا سبب یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ نجاست وغیرہ لگی ہوتی ہے جس سے شیطان متعلق ہوتے ہیں اور اللہ کے ذکر کے ساتھ بچاؤ ہو سکتا ہے اور وہ بچوں میں معدوم ہوتا ہے اور شیطان جب پھیلنے لگتے ہیں تو جو ان کے مناسب شے ہوتی ہے اس کے متعلق ہو جاتے ہیں اس لئے اس وقت بچوں پر خوف کیا گیا ہے اور اس وقت شیطانوں کے پھیلنے کا سبب یہ ہے کہ روشنی کی نسبت اندھیرے میں ان کی حرکات زیادہ ممکن ہوتی ہیں اور وہ اندھیرے سے استعانت کرتے ہیں اور روشنی کو مکروہ جانتے ہیں اسی طرح ہر سیاہ چیز کو اچھا جانتے ہیں۔ (تفسیر البخاری، ج ۵، ص ۸۹)

☆ خود بھی زیادہ رات گئے بلا وجہ گھر سے باہر نہ نکلے کہ یہ وقت شیاطین و جنات کے پھیلنے کا ہے۔

☆ بحالت سفر بیچ راستہ پر نہ چلو بلکہ علیحدہ ہٹ کر، وہ شیاطین کی گزر گاہ ہے۔

☆ مرگی اور طاعون جنات کے اثر سے ہے اس لئے طاعون میں اذانیں دی جاتی ہیں کہ شیاطین اذان سے بھاگتے ہیں۔

☆ ہر بچہ کو بوقت پیدائش شیطان اس کی کوکھ میں مارتا ہے جس سے وہ روتا ہے سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی مہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے۔

☆ سوراخ میں پیشاب نہ کرو، ممکن ہے کہ اس میں سانپ، بچھو یا جن ہو۔

غرضیکہ قرآن وحدیث سے آسیب کا تکلیف پہنچانا عایت ہے اور دن رات اس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے لہذا اس کا انکار کرنا عقل و نقل کی مخالفت ہے ہاں مزاج کی قوت وضعف کی وجہ سے اس کے اثرات مختلف ہوتے ہیں ضعیف المزاج لوگوں کو زیادہ تکلیف پہنچ جاتی ہے قوی مزاج والوں کو کم۔ یہی عام بیماریوں کا حال ہے کہ کمزور آدمی معمولی سردی گرمی سے بیمار ہو جاتا ہے مگر قوی انسان برداشت کر جاتا ہے۔ (تفسیر شمسی، ج ۳، ص ۱۳۶)

سواری یا حاضری کی حقیقت

آج کل جہاں کہیں دیکھو تو فلاں عورت پر فلاں بزرگ کی سواری آتی ہے تو فلاں عورت پر فلاں بزرگ کی حاضری۔ کسی پر معاذ اللہ غوث پاک آتے ہیں تو کسی پر خواجہ غریب نواز۔

میرے پیر و مرشد اور غوث پاک کی سواری

چند سال پہلے کی بات ہے کہ میرے پیر و مرشد قبلہ حضرت سید احمد علی شاہ محبت قادری المعروف سائیں بابا (مدظلہ العالی) کے آستانہ پر ایک عورت آئی، بولنے لگی کہ ہماری اماں پر غوث پاک کی سواری آتی ہے۔ قبلہ سائیں بابا نے فرمایا کہ آپ لوگ کہاں رہتے ہیں تو بولنے لگی کہ شاہ فیصل کالونی (کراچی) میں رہتے ہیں۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا کہ غوث پاک شاہ فیصل کالونی میں آپ کی اماں کے اوپر آتے ہیں تو میں لاکھوں روپے خرچ کر کے مریدین کے ساتھ تین مرتبہ بغداد شریف نہیں جاتا بلکہ وہ تین سو روپے جنکسی والے کو دے کر شاہ فیصل کالونی پہنچ جاتا اور غوث پاک سے بات ہو جاتی اور ان کی زیارت بھی ہوتی۔ بہر حال سائیں بابا نے فرمایا کہ کسی طرح اپنی اماں کو ایک مرتبہ میرے آستانے پر لے آؤ تا کہ ہم بھی غوث پاک کی سواری سے بات چیت کریں۔ تو اس پر وہ عورت راضی ہو گئی اور دوسرے دن اپنی اماں کو آستانے میں لے کر آ گئی۔ اب قبلہ پیر و مرشد نے جب اس بڑھیا پر دم کرنا شروع کیا تو آہستہ آہستہ اس اماں کی حالت عجیب ہونے لگی اور پھر آواز بدل گئی اور پھر وہ سواری بولنے لگی کہ جو کچھ پوچھتا ہے پوچھ لو۔۔۔۔۔ اس پر قبلہ سائیں بابا نے فرمایا کہ باباجی اپنا تعارف تو کرائیں۔ تو باباجی بولنے لگے کہ ہم کیوں بتائیں آپ بتاؤ کہ ہم کون ہیں؟ اس پر قبلہ سائیں بابا نے فرمایا کہ باباجی اگر آپ بتائیں تو زیادہ بہتر ہے اس پر وہ سواری جو اس اماں پر آئی ہوئی تھی، بولنے لگی کہ ہم غوث پاک ہیں بس اتنا کہا تھا کہ قبلہ حضرت سائیں بابا نے اتنی سختی۔۔۔۔۔ اتنی سختی کی کہ وہ بڑھیا گر گئی اور پھر وہ سواری رونے لگی کہ خدا کیلئے مجھے چھوڑ تو قبلہ سائیں بابا نے فرمایا کہ تم تو غوث پاک ہو تمہیں کیا ڈر۔ اس پر وہ بولا کہ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں میں غوث پاک نہیں ہوں بلکہ جن ہوں اور اس طرح میں ڈرامہ کرتا ہوں اور خود کو غوث پاک ظاہر کرتا ہوں۔ اس پر قبلہ سائیں بابا نے اس پر اور سختی کی، تو وہ جن بولنے لگا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ اس پر نہیں آؤں گا، یہ کہہ کر اس جن نے بڑھیا کو چھوڑ دیا۔

تو میرے بھائیو! کسی انسان مرد و عورت پر کسی بزرگ کی سواری نہیں آتی بلکہ یہ سب جنات ہوتے ہیں جو ڈرامہ کرتے ہیں۔ آپ ڈراما سوجھیں کہ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے پوری زندگی عورتوں سے پردہ کیا اور ان سے دور رہتے تھے اب بعد از وصال ان پردہ آئیں گے اور وہ بھی عورت پر جو ہر مہینے کے بعض ایام میں ناپاک ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے یہ مقرب بندے آتے ہیں ہرگز نہیں کیا وہ مکہ، مدینہ جائیں بلکہ شاہ فیصل کالونی، لالو کھیت، تین ہٹی وغیرہ میں عورتوں پر آجائیں بلکہ نہیں۔

اور یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ایک انسان کی روح دوسرے انسان میں چلی جائے تو ایک اللہ کے ولی کی پاک روح کیسے دوسرے انسان (مرد و عورت) کے اندر آئے گی۔ یہ سب جنات ہوتے ہیں کسی بزرگ کی سواری کبھی کسی مرد و عورت پر نہیں آ سکتی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائے اور ہمیں بھی ایسے لوگوں سے بچائے۔

جنت میں کوئی نبی یا رسول نہیں ہوا

قرآن کریم میں ہے کہ **وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحى اليهم** یعنی اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے۔ (سورہ نحل: ۶۳)

جسہر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جنوں میں کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا، رسول صرف انسانوں میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے جنوں نے اپنے ایک نبی کو قتل کر دیا جن کا نام یوسف تھا۔ (تفسیر البخاری، ج ۵، ص ۱۰۳) جبکہ دوسرے علماء نے کہا ہے کہ یوسف جن نہیں بلکہ فرشتہ تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ جنوں میں کوئی نبی و رسول نہیں گزرا۔ ہاں بعض صوفیا کہتے ہیں، جنوں میں صحابی اور ولی ہیں۔

جنت کا جہاد

جس طرح صحابہ کرام علیہم السلام نے کافروں سے جہاد کیا اسی طرح مسلمان جنوں نے بھی کافر جنوں سے جہاد کیا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں مفسرین کرام علیہم السلام نے ایک واقعہ لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک صحابی آئے اور وہ اپنا ایک عجیب قصہ بیان کرنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم چند احباب ایک سفر میں جا رہے تھے کہ راستے میں ہم نے ایک زخمی سانپ دیکھا جو تڑپ رہا تھا ہم نے دیکھا کہ وہ تڑپتے ہوئے مر گیا، ہمیں اس پر رحم آیا اور ہم میں سے ایک صاحب نے اپنا عمامہ بھاڑ کر اس میں اسے لیٹا اور ایک گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ فرماتے ہیں دوسرے روز ہم اپنی منزل میں پہنچے تھے کہ دو عورتیں آئیں جو کہ بالکل اجنبی اور بہت خوبصورت تھیں۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے عمر بن جابر کون ہے؟ ہم اس سوال پر حیران رہ گئے اور پوچھا کہ عمر بن جابر کون؟ اور دفن کرنے کا کیا مطلب؟ وہ بولیں آپ میں سے کسی نے سانپ کو دفن کیا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا، ہاں ہمارے ساتھی نے اپنا عمامہ بھاڑ کر اس میں ایک زخمی (مرے ہوئے) سانپ کو ضرور دفن کیا ہے۔ وہ بولیں **انه كان اخر من بقى ممن استمع القرآن من رسول الله** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) **كان بين كافر من الجن و مسلميهم قتال فقتل فيهم** یعنی یہ سانپ دراصل ان جنوں میں سے آخری جن تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن سنا تھا یہ مسلمان اور کافر جنوں کے درمیان ہونے والے جہاد میں شامل تھا اور (کافر جنوں سے جہاد کرتے کرتے) اس جنگ میں قتل ہو گیا تھا۔

پھر ان عورتوں نے کہا کہ اگر آپ لوگ اس نیکی کا بدلہ اس دنیا میں چاہتے ہیں تو ہم دینے کو تیار ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا نہیں ہم نے تو یہ کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا ہے۔ تو وہ عورتیں خوش ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ آپ لوگوں نے بہت اچھا کام کیا ہے ہم بھی مسلمان جن عورتیں ہیں اور وہ شہید (جن) عمر بن جابر تھا۔

اس روایت میں یہ لفظ بھی آتے ہیں کہ ان عورتوں نے کہا کہ یہ سانپ جو آپ نے دفن کیا ہے دراصل وہ جن تھا جو بڑا تہجد گزار اور روزہ رکھنے والا تھا اور اس نے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر چار سو سال پہلے سن لی تھی اور یہ اسی وقت ایمان بھی لایا تھا۔ (المختلِب، ص ۱۶۱ بحوالہ تفسیر روح البیان، ج ۳)

جن کا قتل

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ تلاوت قرآن فرما رہے تھے کہ ایک جن سانپ کی شکل میں نمودار ہوا اور آپ کے پاس سے گزرا آپ نے سانپ سمجھ کر مار ڈالا۔ تھوڑی دیر بعد دو شخص مسجد میں آئے اور شاہ صاحب کو اٹھا کر اپنے ملک کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ مدعی نے بادشاہ کے رو برو کہا کہ میرے بیٹے کو ان شاہ صاحب نے قتل کر دیا ہے مجھے قصاص ملنا چاہئے اور شریعت کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔ اس پر بادشاہ جناب شاہ ولی کو قتل کر دینے ہی والا تھا کہ وہاں ایک بوڑھا جن موجود تھا اس نے کہا کہ شاہ صاحب پر قصاص واجب نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ **من قتل فی غیر زیہ قدمہ ہدر** جو اپنے وضع کے غیر میں قتل کیا جائے تو اس کا خون رائیگاں گیا۔ یعنی جس شخص کا قتل کیا جانا جائز تو نہ ہو مگر ایسی قوم کے لباس و وضع میں ہو جس کا قتل کیا جانا جائز ہے تو اسے اگر کوئی قتل کر دے تو اس کا خون معاف ہے۔

پھر اس بوڑھے جن نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ یہ جن سانپ کی شکل میں تھا جس کا قتل کرنا جائز ہے اس لئے شاہ صاحب نے جبکہ اسے سانپ ہی سمجھ کر قتل کر دیا ہے تو اس حدیث شریف کے بموجب شاہ صاحب بے قصور ہیں اور ان پر کوئی قصاص نہیں۔ بادشاہ نے یہ حدیث شریف سن کر شاہ صاحب کو رہا کر دیا اور وہ جن آپ کو اپنی جگہ پر پہنچا آئے۔ (الخصیص، ص ۱۶ بحوالہ تخریر الانہام)

معلوم ہوا کہ جنات نے بھی جہاد کیا ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے اور جنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کئی مدت تک رہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق عمل کرتے رہے وہ منکر حدیث نہ تھے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے غلام اور حدیث شریف پر ایمان رکھنے والے تھے۔

نوٹ..... مرنے کے بعد جنات کے ساتھ عالم برزخ کا معاملہ ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں مجھے کوئی قول نہیں ملا ہو سکتا ہے کہ آخرت پر قیاس کر کے مرنے کے بعد جنات مٹنی کر دیئے جائیں اور پھر آخرت میں زندہ کر کے ان کے حساب کتاب کے بعد کافروں کو جہنم اور مسلمانوں کو فناء کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک صوفی سے میں نے پوچھا کہ مرنے کے بعد جنات کے ساتھ برزخ کا معاملہ ہوگا یا نہیں؟ تو اس نے کہا کہ مرنے کے بعد جنات راکھ کر دیئے جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

جنت کی عمریں طویل ہوتی ہیں

سیدنا امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ تہامہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک بوڑھا شخص ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ظاہر ہوا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا اس کی آواز جنت جیسی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میرا نام ہامہ بن نعم بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو گویا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پتھریں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی عمر پوچھی، تو عرض کیا، جتنی دنیا کی عمر ہے اتنی یا اس سے تھوڑی کم ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن دنوں قابیل نے حضرت ہابیل کو شہید کیا تھا اس وقت میں کئی برس کا بچہ ہی تھا مگر ہات بھٹتا تھا پہاڑوں میں دوڑتا پھرتا تھا اور لوگوں کا کھانا اور غلہ چوری کر لیا کرتا تھا اور لوگوں کے دلوں میں وسوسہ بھی ڈال لیتا تھا تا کہ وہ اقارب کے ساتھ بدسلوکی کریں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھوں پر توبہ کر لی ہے اور ان کے ساتھ ان کی مسجد میں ایک سال تک رہا ہوں۔ میں حضرت ہود، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی مقدس صحبتوں سے مستفیض ہو چکا ہوں اور ان سے تورات سیکھی اور ان کا سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تجھے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو تو میرا سلام ان سے عرض کرنا سواب اس امانت سے سبکدوش ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر توبہ بھی کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی آرزو ہے کہ مجھے اپنی زبان مبارک سے کچھ کلام تعلیم فرمائیے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو مرسلات، عم یقتسألون، اخلاص، معوذتین (قلق، تاس) اور اذا الشمس کی سورتوں کی تعلیم فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اے ہامہ! جب تمہیں کوئی حاجت ہو میرے پاس آ جانا اور میری ملاقات نہ چھوڑنا۔ (بیہقی شریف)

اس واقعے سے پتا چلا کہ جنت کی عمریں طویل ہوتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دور کا جن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور تک زندہ رہا اور نجانے اب تک زندہ ہے یا اس کا وصال ہو چکا ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ جنت ابلیس کی اولاد میں ہیں جیسا کہ شروع میں ذکر ہوا پس کوئی ان میں سے مسلمان ہو جاتا ہے اور باقی شیطان ہی رہتے ہیں۔

جنت بھی جہنم میں جائیں گے

اس بات پر جمہور علماء متفق ہیں کہ جو کافر جنت ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا کہ قرآن کریم میں ہے، **النار مٹواکم** یعنی (اے جنوں) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ **الجنة ايضا كالانس فریقان فریق کافرون و هم معذبون فی النار ابدًا باتفاق العلماء كالانس الکافر ثبت ذالك بدلیل قطعی و هو قوله تعالى لا ملان جہنم من الجنة والناس اجمعین** (تفسیرات احمدیہ ص ۶۵۸) یعنی بے شک جنت انسانوں کی طرح دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کافروں کا وہ ہمیشہ جہنم میں عذاب دیئے جائیں گے کافر انسانوں کی طرح اس بات پر علماء کا اتفاق ہے اور یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ **لا ملان جہنم من الجنة والناس اجمعین** یعنی ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دیا جائے گا۔ اس سے پتا چلا کہ کافر جنت ضرور جہنم میں جائیں گے اور ان کو عذاب دیا جائے گا۔

جنوں پر آگ کا اثر

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مجذوب شہر سے باہر بیٹھا تھا کہ وہاں سے ایک ٹکی شخص کا گزر ہوا، وہ ٹکی وہ بھی شخص مجذوب سے کہنے لگا بابا ایک مسئلہ تو بتاؤ یہ کہ شیطان آگ سے بنایا گیا ہے تو اگر اسے دوزخ میں ڈالا گیا تو اسے کیا تکلیف؟ آگ کو آگ میں ڈالا جائے تو آگ اس آگ کا کیا بگاڑ لے گی؟ اس مجذوب نے چپکے سے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور زور سے اس کے سر پر دے مارا، وہ چلا اٹھا اور سیدھا قاضی کے پاس گیا اور اس مجذوب کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ مجذوب قاضی صاحب کے یہاں بلائے گئے، تو قاضی نے دریافت کیا کہ بابا تم نے انہیں ڈھیلا مار کر زخمی کیوں کیا؟ مجذوب بولا کہ میں نے اس کے سوال کا جواب دیا۔ قاضی نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ مجذوب بولا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ شیطان کو آگ کیسے جلانے کی جگہ وہ خود آگ کی پیدائش ہے؟ اب قاضی صاحب! میں اس وہی شخص سے پوچھتا ہوں کہ ڈھیلا کس چیز کا بنا ہے؟ وہ بولا مٹی سے۔ مجذوب بولا کہ تم کس چیز سے بنے ہو؟ وہ بولا مٹی ہی سے۔ مجذوب نے کہا، تو جس طرح مٹی نے مٹی کو مجروح (یعنی زخمی) اور بے چین کر دیا اور تکلیف میں ڈال دیا ہے اس طرح آگ، آگ کو تکلیف دے گی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اس لئے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ (خطیب، ص ۲۴۱)

جنت جنت میں جائیں گے یا نہیں

مؤمن جنت کے بارے میں بڑا اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا وہ جنت میں داخل ہوں گے یا نہیں اور جیسا کہ بتایا گیا کہ انسانوں کی طرح جنت کے بھی دو گروہ ہیں، ایک کافر دوسرا مسلمان کافر تو بالافتقار جہنم میں جائیں گے لیکن مسلمان جنت کے جنت میں جانے یا نہ جانے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ **فریق مسلمون واختلاف فیہم** یعنی دوسرا گروہ مسلمان جنوں کا ہے اور ان کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا وہ جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

جمہور علماء کہتے ہیں کہ جنت جنت میں داخل ہو گئے البتہ انکے جنت میں بھی کھانے پینے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جس طرح ان کے دنیا میں کھانے پینے پر اختلاف کیا گیا ہے۔ سفیان ثوری کے نزدیک جنت میں وہ کھائیں گے پئیں گے۔ امام مجاہد نے کہا ہے کہ وہ صرف دھواں لیں گے نہ کھائیں گے نہ پئیں گے اور تصحیح و تلیل ان کو الہام ہوگی جس سے وہ جنت کے کھانوں کی لذت پائیں گے۔ حارث مجاسی نے کہا، وہ جنت میں داخل ہوں گے ہم ان کو دیکھیں گے وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ جنت کے کنارے میں ہوں گے جس طرح دنیا میں وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں مگر ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے تو جنت میں وہ ہمیں دیکھ نہیں سکیں گے مگر ہم انہیں دیکھیں گے۔ (تفہیم البخاری، ج ۵، ص ۱۰۴)

جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ چنانچہ تفسیرات احمدیہ ہے:

قال اما من الاعظم ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ انہم لم یثابوا کما لا نس و غایۃ نفع ایما نہم

یفجئون من العذاب لا نہ قال فی ہا الایۃ "و یغفرلکم من ذنوبکم و یجرکم من عذاب الیم"

یعنی فرمایا ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ان کو انسانوں کی طرح ثواب نہیں دیا جائے گا اور ان کے ایمان لانے کے فائدے کی انتہاء یہ ہوگی کہ ان کو عذاب سے نجات دی جائے گی اس لئے کہ اللہ کا اس آیت کے آخر میں فرمان ہے (جو جنت کے بارے میں ہے) کہ **یغفرلکم من ذنوبکم و یجرکم من عذاب الیم** کہ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دردناک عذاب سے نجات دے گا۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۶۶۰)

تفسیرات احمدیہ کے حاشیہ پر ہے، **ثم قال لهم کونوا ترابا مثل البہائم** یعنی پھر جنت سے کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ جانوروں کی طرح **وعن ابی الرماد قال اذا قضی بین الناس قیل للمؤمنی الجن عودو ترابا فیعودون ترابا فعند ذلک یقول الکافر یا لیقنی کنت ترابا** اور ابو رماد سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں جب قیامت کے دن لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا (یعنی جب حساب کتاب ہوگا اور جنت و دوزخ کیلئے حکم جاری ہوگا) تو مؤمن جنت سے کہا جائے گا مٹی میں پلٹ جاؤ تو وہ مٹی میں پلٹ جائیں گے (یعنی مٹی ہو جائیں گے) پس اس وقت (عذاب کے خوف سے) کافر بولے گا اے کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔

تفسیر الجلالین کے حاشیہ میں ہے کہ **واختلف فی مؤمنی الجن فقیل لا ثواب لہم الا نجاتہ من النار و علیہ ابو حنیفۃ واللیث و بعد نجاتہم من النار یقال لہم کونوا ترابا** یعنی مؤمن جنات کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ پس یہ کہا گیا ہے کہ ان کیلئے ثواب نہیں سوائے جہنم سے نجات کے اور اس پر امام اعظم ابو حنیفہ اور لیث ہیں جہنم سے نجات کے بعد ان سے کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ۔

وقال الاثمة الثلاثة هم يدخلون الجنة و یاکلون و یشربون و یتعمون اور ائمہ ثلاثہ (امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک علیہم الرحمۃ) نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائیں گے اور کھائیں گے اور پئیں گے اور انعام دیئے جائیں گے۔

و قيل انهم یكونون ا حول الجنة قی ربعض و رحاب و لیسوفیہا اور کہا گیا ہے کہ وہ جنت کے ارد گرد رہیں گے۔ وسیع و کنارہ جگہ میں اور اس میں داخل نہ ہوں گے۔

اور صاحبین (امام یوسف اور امام محمد علیہم الرحمۃ) بھی فرماتے ہیں کہ جنات کے لئے ثواب اور عذاب دونوں ہیں (یعنی مسلمان جنات کو جنت میں ثواب دیا جائے گا اور کافر جنات کو جہنم میں عذاب) (تفسیرات احمدیہ و تفہیم البخاری و جلالین)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات کیلئے جنت ہے ہی نہیں..... ان کے ایمان و اعمال کا ثواب یہ ہے کہ وہ دوزخ سے نجات پا جائیں گے اور مٹی کر دیئے جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۸، ص ۳۷۰)

غالباً یہ اس لئے ہوگا کہ جنات کیلئے دنیا میں ہی اتنے عیش اور فائدے ہیں کہ وہ جہاں چاہیں جائیں جب چاہیں جائیں جو چاہیں کھائیں جو چاہیں پیئیں اور جہاں چاہیں رہیں تو جب سب کچھ ان کو دنیا میں عطا کیا گیا ہے تو آخرت میں ان کیلئے کچھ نہیں ہوگا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضیٰ سے عرض کیا گیا، حضور جنت میں جنات نہ جائیں گے؟ ارشاد فرمایا کہ ایک قول یہ ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے جنت میں سیر کو آیا کریں گے پھر فرمایا کہ جنت تو جاگیر ہے

آدم علیہ السلام کی، ان کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔ (ملفوظات، حصہ چہارم، ص ۹۶)

مزید تفصیل درکار ہو تو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی تعنیف **لفظ المرجان فی احکام الجان** جس کا اردو ترجمہ ہمارے استاد محترم عطاء المصطفیٰ اعظمی راست برکاتہ العالیہ نے کیا ہے کا مطالعہ کریں جس میں جنوں سے متعلق تمام پہلوؤں پر

سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس مختصر سی کاوش کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کی معلومات میں

مزید اضافہ فرمائے۔ آمین بجاوالہی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم